تعلیم کو کامیاب اور ثمر آور

بنانے کے لیے چند رہنما زریں اصول

شیخ الحدیث مولانا نذیر احمد صاحبؒ
بانی: جامعہ امدادیہ فیصل آباد

نئے فضلاء اور میدانِ تدریس میں قدم رکھنے والے حضرات علمائے کرام کے لیے مفید اور رہنما تحریر

نقطہ نظر تبدیل فرمائیں:...... معلم تعلیمی ڈھانچے کا ایک اہم عنصر ہے۔ معلم ہی وہ ہستی ہے جس کے ذریعے سے تمام تعلیمی مواد متعلم تک پہنچایا جاتا ہے۔ معلمی پیشہ پیغمبری ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کے سب سے بڑے معلم ہیں۔ آپ کا ارشاد ہے: انما بعثت معلما اس لیے ضروری ہے کہ ایک معلم استاد اعلیٰ اخلاق و کردار کا مالک ہو۔ اب آپ کی زندگی کا ایک نیا مرحلہ شروع ہو رہا ہے۔ استاد ہونے کا لیبل آپ پر لگ رہا ہے، لہٰذا آپ اپنے تصورات کو تبدیل کریں، نقطہ نظر کو درست فرمائیں کیونکہ اس کا، کردار پر بڑا اثر پڑتا ہے۔ اب تک آپ طالب علم تھے۔ طالب علمی کے فضائل اپنی جگہ بہت ہیں، لیکن اس میں لاابالی پن طبیعت میں لاپرواہی کے اثرات ہوتے ہیں۔ جب آپ کا نقطہ نظر یہ ہوگا کہ اب ہماری زندگی کا ایک نیا دور شروع ہو رہا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ہم معلم ہیں، استاد ہونے کا لیبل ہم پر لگ رہا ہے۔ ان شاء اللہ اس کا لازمی اثر یہ ہوگا کہ آپ اپنی عادت، معاشرت، معاملات، معیار تعلیم، معیار تربیت، کردار اور گفتار ایسا رکھنے کی کوشش کریں گے جو کہ ایک معلم اور استاد کے شایان شان ہے۔

تعلیمی ترقی کے لیے معاون کتب:...... اس نقطہ نظر اور اس کے اثرات کو باقی رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ اکابر اسلافؒ کی ایسی کتب جو اس سلسلہ میں آپ کی رہنمائی کر سکیں۔ ہمیشہ اپنے پاس رکھیں اور وقتاً فوقتاً ان کا مطالعہ کرتے رہیں تا کہ معلمانہ صفات واطوار میں مداومت و پختگی حاصل ہو جائے۔ اکابرؒ کی بہت سی کتب اس موضوع پر دستیاب ہیں، ان میں سے چند ایک کی نشان دہی کی جاتی ہے: (۱) آداب المعلمین (۲) آداب المتعلمین۔

یہ دونوں کتابیں انڈیا کی ایک معمر بزرگ شخصیت حضرت مولانا قاری صدیق احمد صاحب قدس سرہ کی تصنیف ہیں،

حضرت موصوف حضرت شیخ الحدیث سہارنپوریؒ کے متوسلین میں سے تھے۔آپؒ نے یہ دونوں کتابیں معلمین و متعلمین کے لیے بڑے سوز سے لکھی ہیں۔ان میں تعلیمی زندگی کے رہنما اصول ذکر کردیے گئے ہیں۔

(۳) **رحمۃ المتعلمین** (مولفہ: مولانا عبدالرحمٰن صاحب بکھراوی):...... یہ کتاب تقسیم ہندوستان سے پہلے کی لکھی ہوئی ہے۔حضرت تھانویؒ نے اسے بہت پسند فرمایا تھا۔مدرس اور طالب علم اگر اس کا مطالعہ کرتے رہیں اور اپنا عمل اس کے مطابق کرلیں تو عزت بھی ملے اور توقعات سے زیادہ تعلیمی کامیابیاں بھی حاصل ہوں گی۔اس کتاب کے کل چار باب ہیں۔پہلے باب میں معلمین کے لیے، دوسرے میں متعلمین کے لیے، تیسرے باب میں کاتبین کے لیے اور چوتھے باب میں عامۃ المسلمین کے لیے کچھ نصیحتیں مذکور ہیں۔اس کتاب کے سب کے سب مضامین حرز جان بنانے کے قابل ہیں۔ مگر اول کے دو باب کے مضامین کی اہمیت کی بنا پر معلمین و متعلمین کے افادہ کے پیش نظر حضرت حکیم الامتؒ کے آخری خلیفہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحقؒ نے ان کو مبوب و مرتب فرما کر رسالہ کی صورت میں شائع کرا دیا ہے۔جس کا نام ''اشرف التفھیم لتکمیل التعلیم''یعنی اصول زریں رکھا ہے۔

(۴) **حقوق العلم**:...... یہ کتاب حکیم الامت حضرت تھانویؒ کی تصنیف ہے،اس کے دو باب ہیں: پہلے باب میں علم دین کے ان حقوق کو بیان کیا ہے جو عوام کے ذمہ ہیں۔دوسرے باب میں ان حقوق کا بیان ہے جو خود اہل علم کے ذمہ ہیں۔پہلے باب کا مطالعہ عوامی تقریروں کے لیے بہت مفید اور نافع ہے اور دوسرے باب کا مطالعہ مدرسین کے لیے بہت مفید اور نافع ہے۔اس کتاب کے آخر میں ناصح الطلبہ کے نام سے ایک چھوٹا سا رسالہ بھی لگا ہوا ہے۔یہ صاحب تیسیر المنطق حضرت مولانا عبداللہ گنگوہیؒ کا ایک مضمون ہے۔جس میں بتایا ہے کہ ابتدائی کتب کے طلبہ میں قابلیت کیسے پیدا کی جاسکتی ہے۔حضرت حکیم الامتؒ کی ایک کتاب ''اصلاحِ انقلابِ امت'' ہے۔اس میں امت کے تمام طبقات کی خامیوں کی نشان دہی کی گئی ہے اور ان کی اصلاحات احادیث صریحہ کی روشنی میں فرمائی گئی ہے۔اس کتاب کے استدلال اور استنباط فرحت بخش ہیں۔اس میں معلمین اور متعلمین کی کوتاہیوں کی اصلاح کے لیے بھی ایک مستقل حصہ ہے۔اس حصہ کا مطالعہ ضرور کرلیا جائے۔ان کتب کے علاوہ اکابر اسلافؒ کی دیگر کتب یا ان کے متفرق ملفوظات مل جائیں تو انہیں اپنے پاس محفوظ کرلیں اور اپنے ماحول میں ان کے سننے سنانے کا رواج ڈالیں۔یہ ارتقائے علمی کا توشہ ہے،اس کو استعمال کرنا آپ کا کام ہے۔

ذوقِ مطالعہ:...... ہر انسان کے لیے بالخصوص معلم کے لیے ایک بہت بڑی خوبی ہے، بلکہ تمام خوبیوں کی جڑ اور بنیاد ہے۔معلم کی اصل ذمہ داری معلومات اور انوارِ علم، احسن اسلوب سے شاگردوں میں تقسیم کرنا ہے۔جو مواد تلامذہ کو دینا ہے، جو موتی ان میں تقسیم کرنے ہیں، جو پھولوں کے ہار ان کے گلے میں ڈالنے ہیں، ان سب کی تحصیل کا ذریعہ مطالعہ ہے۔مطالعہ ناقص ہو اور پھر یہ توقع رکھنا اور دعویٰ کرنا کہ میری تعلیم کامل ہے دھوکہ دہی کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

تکمیل مطالعہ، تکمیل علم کے لیے اور معیار کو بلند کرنے کے لئے سب سے بڑا موقوف علیہ ہے۔

جب مطالعہ کا ذوق ہوگا تو یہ معلم کے اطوار میں نمایاں امتیاز پیدا کرے گا۔ پہلی امتیازی شان تو یہ ہوگی کہ تکمیل مطالعہ کے لیے غیر ضروری اشغال اور تمام فضولیات کو ذوقِ مطالعہ ایک ہی ضرب سے اڑا کر رکھ دے گا۔ مطالعہ کے بغیر اس کی تسکین نہیں ہوگی۔ اس لیے غیر تعلیمی مشاغل میں وقت کٹی سے اسے بہت زیادہ تنفر پیدا ہو جائے گا۔ آپ کے اندر ذوق مطالعہ ہے تو یقین کیجیے کہ حق تعالیٰ آپ کو محروم نہیں رکھیں گے، آپ کے فیوض نمایاں نظر آئیں گے اور اگر آپ کے اندر یہ وصف نہیں ہے تو پھر مدرسے کی ملازمت ایک دنیاوی تجارت ہے۔ جب تک چاہیں کرتے رہیں۔ معلم کے لیے ذوقِ مطالعہ کا پہلا ثمر تفریغ الاوقات للمطالعہ ہے اور یہی آپ کے ذوق کو پرکھنے کی کسوٹی ہے۔

(۱) **جمع معلومات:**...... جس کتاب کا جتنا سبق پڑھنا ہے اس حصہ کی عبارت ٹھیک کی جائے، ترجمہ ٹھیک کیا جائے، اس کا مطلب سمجھا جائے، کوئی اشکال ہے تو اس کا حل نکالا جائے، اگر کسی دخل مقدر کا جواب ہے تو اس دخل مقدر اور سوال کو سمجھا جائے کہ وہ کیا ہے؟ یہ عبارت اس کا جواب کیسے بنتی ہے؟ غرض یہ کہ اس حصہ کی صرفی، نحوی تحقیق، صحت، ترجمہ، متعلقاتِ ترجمہ، اس عبارت کا نفسِ مطلب یہ ساری باتیں حل کر لینا، یہ مطالعہ کا پہلا مرحلہ ہے، اولاً آپ اتنے حصۂ متن میں غور کریں ان سب امور کو سمجھنے کے لیے اپنا دماغ استعمال کریں۔ مدرسہ نے بارہ سال میں آپ کو عالم نہیں بنایا، البتہ علمی مہم کے لیے آپ کا دماغ تیار کیا ہے، لہٰذا سب سے پہلے دماغ استعمال کریں۔ اپنے دماغ سے بالکل کام نہ لینا اور سارا بوجھ کسی شرح یا حاشیہ پر ڈال دینا، یہ بہت بڑی غلطی ہے۔ آپ اپنا دماغ استعمال کریں۔ آخر آپ کا دماغ کب کام آئے گا۔ ان معلومات میں درک فہم وہی ہے جو آپ کے دماغ نے غور کرنے کے بعد لے لیا ہے۔ محض حواشی اور شروح پر قناعت کرنا یہ تو مستعار لباس پہننے کی طرح ہے۔ آپ کا اپنا کیا ہے؟ وہ وہی ہے جہاں آپ کا دماغ پہنچا ہے۔ وہی آپ کا علم ہے۔

البتہ مذکورہ باتوں پر زورِ دماغ استعمال کرنے کے بعد کمی کا تدارک کرنے کے لیے ضروری ہے کہ کسی کا تعاون حاصل کر لیا جائے، چاہے وہ تعاون حاشیہ اور بین السطور سے ہو، چاہے شرح یا کسی ماہرِ فن استاد کی کاپی سے ہو، لیکن اس کا درجہ اپنے دماغ کا زور لگانے کے بعد ہے۔ اب ان حواشی و شروح کی طرف مراجعت کرنے سے آپ کے فہم کی غلطیاں نکلیں گی کہ میں نے جو سمجھا تھا، وہ ٹھیک نہیں تھا، بات تو کچھ اور نکلی، فہم کی خامیاں دور ہوں گی۔ اس مضمون کے کئی شعبوں کی طرف دماغ پہنچا نہیں تھا، ان معاونین نے پہنچا دیا۔ اس میدان میں کئی شیر سوئے ہوئے تھے، جھاڑیوں میں چھپے رہ گئے، ان معاونین نے توجہ دلا دی۔ اس ساری گفتگو کا مقصد یہ ہے کہ نہ شروح و حواشی پر اکتفاء کیا جائے اور نہ صرف اپنے زورِ دماغ پر، بلکہ ان دونوں کی آمیزش سے صحتِ عبارت، صحتِ ترجمہ، صحتِ فہم مطلب اور صحتِ متعلقات سب چیزوں کو منقح کر کے جمع کر لیا جائے۔

(۲) ترتیب معلومات اور ضبط معلومات:...... پہلے مرحلہ میں جو آپ نے اکٹھا کیا ہے اس کو حسن ترتیب سے اپنے ذہن میں محفوظ کریں۔ جیسے مسافر سفر پر جانے سے پہلے اپنا سامان ترتیب سے بریف کیس میں رکھتا ہے اور ہر چیز اپنے مقام پر رکھتا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ ذہن میں ان معلومات کو ترتیب دیں اور ان معلوماتِ مرتبہ کو بار بار دماغ میں تازہ کریں۔ اگر اشارات مرتب کر کے کسی کاغذ پر نوٹ کر لیں تو اس ترتیب کو ذہن میں پختہ کرنے اور جمانے میں مدد مل جائے گی۔ ایسے نوٹس کے لیے ایک کاپی مستقل طور پر بنالی جائے تو بہتر ہے۔

(۳) تلاشِ تعبیراتِ حسنہ:...... آپ نے معلومات جمع کر کے ان کو مرتب کرلیا ہے اور ذہن میں ان کا بار بار اعادہ بھی کرلیا ہے۔ لیکن یاد رکھیں کہ معیارِ تعلیم کو بلند کرنے کے لیے اتنی بات کافی نہیں ہے، ابھی ایک اہم مرحلہ باقی ہے۔ اس مرحلہ میں آپ نے موازنہ کرنا ہے کہ آج کے سبق کی معلومات، کس وزن کی ہیں؟ اور جو جماعت صبح میری مخاطب ہوگی اس کی ذہنی سطح کیا ہے، اس کی ذہنی پرواز کہاں تک ہے؟ اس کے مطابق اپنی آسان اور سہل تعبیرات تلاش کریں اور ایسی چسپاں تمثیلات تیار کریں کہ آپ کی زبان سے بات نکلتی جائے اور بڑی جلدی اور سرعت سے طالب علموں کے ذہنوں پر نقش ہوتی جائے، طلبہ سبق کو سمجھنے میں کوئی دقت محسوس نہ کریں۔

استاد کی تعبیرات کئی قسم کی ہوسکتی ہیں، ایسی تعبیرات بھی ہوسکتی ہیں جو بدیہی مسئلہ کو نظری بنادیں اور ایسی تعبیر بھی ہو سکتی ہے جو نظری مسئلہ کو بدیہی میں تبدیل کردے۔ پہلی تعبیر خامی والی ہے اور دوسری تعبیر خوبی والی ہے۔ معلم اور مدرس کا کمال یہ ہے کہ تعبیر اتنی آسان لائے کہ کند ذہن بھی سمجھ جائے اور جامع اتنی ہو کہ کوئی متعلقہ گوشہ آپ کی تقریر سے باہر نہ رہے۔

تکمیلِ مطالعہ:...... تکمیل مطالعہ کے لیے مذکورہ بالا مراحل بہت ضروری ہیں۔ اگر آپ واقعی نیک نیتی سے علم اور طلبہ علم کی خدمات کرنا چاہتے ہیں، تو آپ کو ان مراحل سے گذرنا پڑے گا ورنہ علم اور طلبہ علم کو حق تلفی ہوگی۔ کوئی بھی صحیح الدماغ ان کی اہمیت اور ضرورت سے انکار نہیں کرسکتا۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ ان مراحل کی تکمیل کے لیے جو تفریغ الاوقات چاہیے اس کے لیے واضح اکثریت عملاً تیار نہیں ہے۔ ذاتی مشاغل، غیر تعلیمی مصروفیات، تعلقات اور میل جول میں اتنا تنوع اور تکثیر ہوتا ہے کہ عزمِ مصمم کے باوجود بھی تکمیل مطالعہ کے لیے وقت فارغ نہیں کیا جاسکتا۔ اس کے نتائج یہ نکل رہے ہیں کہ علم اور طلبہ علم کی حق تلفیاں کرتے کرتے حق تعالیٰ کے پاس پہنچ جاتے ہیں۔ کوئی ضروری نہیں کہ غلط مشاغل ہی مطالعہ میں حائل ہوں بلکہ وہ مشاغل جو سراپا رحمت و برکت ہیں، مثلاً اورادِ کثیرہ، وظائف وغیرہ اگر یہ بھی تکمیل مطالعہ والی رحمت عظمیٰ کے لیے رکاوٹ بن رہے ہوں تو ان کو قربان کردینا چاہیے۔ ہمارے اسلاف و اکابر نے ایسا کیا ہے وہ طلبہ اور معلمین کو ایسے اورادِ کثیرہ تعلیم نہیں فرماتے تھے۔ اللہ کرے کہ مدارس کی فضاؤں میں یہ ذوق ابھر جائے۔ (آمین)

مطالعہ میں احتیاط کا پہلو:......بعض اوقات غیر اختیاری طور پر کوئی ایسا کام پیش آ جاتا ہے جو مطالعہ کرنے سے مانع بن جاتا ہے۔ سبق کے ناغہ سے بچنے کے لیے قبل از وقت یہ حکمت عملی اختیار کریں کہ اپنا مطالعہ سبق سے کافی آگے رکھیں۔ کم از کم تین چار دن کا مطالعہ آگے چلے۔ ورنہ یا سبق کا ناغہ ہوگا یا اپنی کمی چھپانے کے لیے طلبہ کو کوئی خامی پکڑ کر ان پر برس پڑیں گے اور یہ کہہ دیں گے کہ تم اس قابل نہیں ہو کہ تمہیں پڑھایا جائے۔ اس طرح سبق کے ناغے کے ساتھ نفاق اور تلبیس بھی جمع ہو جائیں گے یا پھر تکمیل مطالعہ کے بغیر پڑھائیں گے۔ جس پر یقیناً آپ خود بھی مطمئن نہیں ہوں گے۔ ایسے موقع پر دو احتیاطیں کریں: (۱) عوارض مطالعے سے بچنے کی پوری کوشش کریں۔ (۲) مطالعہ آگے رکھیں، مزید احتیاط یہ کریں کہ دو تین دن پہلے کہ پرانے مطالعہ پر تدریس نہ کریں بلکہ پہلے اس کی تجدید کریں۔ اگر دورانِ مطالعہ اس احتیاطی پہلو کا لحاظ رکھا جائے تو کتاب کی اہمیت اور کیفیت میں بڑا فرق پڑے گا۔

سبق میں حاضری:...... مدرس کا فریضہ ہے کہ درس گاہ میں وقت پر حاضر ہو اور تمام وقت طلبہ پر لگائے۔ جس جماعت کا یہ گھنٹہ ہے۔ وہ اس جماعت اور سبق کا حق ہے۔ اس میں کوتاہی کرنا حق تلفی ہے۔ تنخواہ پورے گھنٹے کی ملے گی اور اگر پورا گھنٹہ نہ دیا تو خیانت متصور ہوگی اور اتنے حصہ کی تنخواہ بھی حلال نہ رہے گی۔ ناشتہ، وضو یا غسل کریں، کپڑے تبدیل کریں۔ سب شرعی و طبعی ضروریات بہر کیف پوری کریں لیکن اوقاتِ مدرسہ میں درس گاہ میں پہنچنے کو یقینی بنائے رکھیں۔ تاخیر کو زندگی کا حادثہ سمجھیں، معمول نہ بنائیں۔ کسی حادثہ مسرت یا حادثہ غم کا ایسا اثر اپنی طبیعت پر ظاہر نہ ہونے دیں جو تقریر و تدریس کے نشاط میں مانع ہو۔ صاف ستھرے کپڑے اور جسم، توجہ کامل، انتہائی کیف و سرور کے ساتھ علم کے منظم موتیوں کے ہار اپنے ذہن کے بریف کیس میں مرتب کر کے درس گاہ میں پہنچیں، سبق اور طلبہ پر حاوی رہیں۔ اپنی دھن میں مست اور منہمک رہیں اور طلبہ کو بھی اس دھن میں مشغول رکھنے کا اہتمام کریں۔

سبق سے قبل اگر اشراق کا وقت ہو چکا ہو تو دو رکعت نفل پڑھ لیں جس میں تداخل نیات ہو تو یہ نفل صلوۃ التوبہ بھی ہوں کہ اے اللہ میرے مطالعہ کی خامیاں دور کر دے۔ گناہوں کی ظلمات کے اثرات دور کر دے کہ وہ تقریر پر چھا نہ جائیں اور صلوۃ الحاجۃ کی بھی نیت ہو کہ میں نے جو مطالعہ کیا ہے اس کو سہل انداز سے منتقل کرنے کی توفیق عطا فرما دے۔ انشاء اللہ یہ سونے پر سہاگہ کا کام دے گا۔ ورنہ کم از کم استاد باوضو ہو۔ وضو سے نورِ قلب حاصل ہوتا ہے۔ باوضو اور بے وضو پڑھانے میں زندہ اور مردہ کا فرق ہے۔ غذا وغیرہ کی ترتیب ایسی رکھیں جس سے وضو باقی رکھنے میں مدد ملے۔ جب مطالعہ کامل ہوگا اور طلبہ کو فیض پہنچانا استاد کی زندگی کا مقصد ہوگا اور طبیعت بھی مشوش نہ ہوگی۔ مجلس علم بھی نشاط سے بھرپور ہوگی تو سبق کا یہ کیف و سرور استاد کو کتنا چڑھائے گا اور طلبہ کو شوق میں کیا تلاطم پیدا کرے گا؟ اور ان میں علم کی کیسی مستی پیدا کرے گا؟ چکھنے کی چیز چکھ کر ہی معلوم ہوگی۔

☆......☆......☆